دعوات عبدیت حق
ضبط و ترتیب ادارۂ الحق

از ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

بعض اعمال صالحہ کی خاصیتیں

خطبۂ جمعۃ المبارک ۱۸ رجب مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء

وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله عبداً بعفوٍ الا عزاً وما تواضع احدٌ لله الا رفعه الله۔[1]

اس حدیث میں جو آپ کے سامنے پڑھی گئی تین چیزوں کیطرف توجہ دلائی گئی ہے اور بعض اعمال کے ثمرات اور خاصیتوں کو اشارہ فرمایا ہے۔ خداوند کریم نے ہر ایک شے کے کچھ ظاہری اسباب پیدا کئے ہیں اور کچھ حقیقی، جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ شریعت نے ان حقیقی اسباب پر روشنی ڈالی ہے مثلاً ایک شخص عمر کی زیادتی چاہتا ہے تو اس کے ظاہر اسباب تو یہ ہیں کہ صحت کی رعایت رکھے، مقوی غذائیں کھائے۔ ورزش کرتا رہے۔ ہر کام میں بے اعتدالی سے بچتا رہے۔ مضر صحت اشیاء سے پرہیز کرتا رہے، مگر باطنی سبب کیطرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ زیادہ عمر کی تمنا رکھنے والے کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے لوگوں کے ساتھ احسان کرے۔ فرمایا: ولا یزید فی العمر الا البر۔ عمر کی زیادت نیکی اور احسان سے ہی ملتی ہے۔ اور فرمایا: من احب ان یبسط له فی رزقه وینسأ له فی اثره فلیصل رحمه[2]۔ جو شخص کہ رزق کی فراخی اور عمر کی زیادتی چاہتا ہو تو صلہ رحمی کرے۔

اسی طرح والدین کی خدمت کرتا رہے۔ عالم ہونے کا ظاہری سبب محنت مطالعہ درس و تدریس ہے۔ مگر حقیقی اسباب تقوی و خشیت، اخلاص نیت اور اساتذہ و شیوخ کا ادب کرنا ہے، ورنہ علم میں برکت نہیں ہوگی۔ امام سرخسیؒ کسی جگہ تشریف لے گئے وہاں ان کے جتنے شاگرد تھے اس پاس

---

[1] مشکوٰۃ ج ۲ صفحہ ۱۶۷ مسند احمد ج ۲ صفحہ ۲۳۵، صفحہ ۳۸۶
[2] مشکوٰۃ متفق علیہ صفحہ ۴۱۹

سے خدمت میں حاضر ہوئے کہ استاد سے ملاقات کریں۔ ایک شاگرد نے آنے میں سستی کی آخر میں آئے،
امام سرخسیؒ نے وجہ پوچھی تو کہا میری والدہ بہت کمزور اور ضعیف ہے اسکی خدمت کے لئے کوئی
دوسرا شخص تھا نہیں، خدمت میں لگا رہا۔ اس لئے آپ کی خدمت میں حاضری میں دیری ہوگئی۔ امام
سرخسیؒ نے فرمایا کہ اسکی عمر تو بڑی ہوگی مگر علم میں برکت نہ ہوگی۔ یہ بد دعا نہ تھی بلکہ عمل کی خاصیت تبلادی۔
کہ استاد کی خدمت سے علم میں برکت ہوتی ہے۔ جو استاد اور شیخ کا ادب واحترام نہ کرے وہ
چاہے جتنا بڑا عالم ہو جائے اس کا فیض عام نہ ہوگا۔ شاگرد کو سب کچھ ادب کی برکت سے ملتا ہے اور
والدہ کی خدمت کا خاصہ یہ ہے کہ اسکی عمر میں اضافہ ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ کی رضامندی اور خفگی
والدین کی خوشنودی اور خفگی میں ہے۔

بغداد میں دو طالب علم تھے ایک بزرگ کا انہوں نے حال سنا وہاں حاضر ہوئے، ایک تو
اس خیال سے کہ اس شخص کی علمیت معلوم کروں اس سے بحث ومباحثہ ہو، دوسرا اس غرض سے کہ میرے
حق میں یہ بزرگ دعا دیں، علم حاصل کروں۔ ایک ادب کے لحاظ سے گیا۔ ایک غرور اور عجب میں مبتلا
ہو کر گیا۔ ذہین تھا، محنتی تھا، جاتے ہی مناظرہ شروع کیا، مسائل میں اس بزرگ کو خاموش کرنے کی کوشش
کی، دوسرا ادب سے خاموش بیٹھا رہا۔ بزرگ نے خود پوچھا تم کیسے آئے ہو فرمایا حضرت میں تو صرف
دعا اور استفادہ کیلئے حاضر ہوا ہوں، بزرگ نے آثار سے معلوم کیا کہ اس شخص کا تمام اولیائے وقت
پر اثر ہوگا، اس سے ایک عالم فیض پائے گا۔ یہ طالب علم آگے چل کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے
نام سے مشہور ہوئے۔ دوسرا حکومت کی جانب سے سفیر ہوا۔ اس کے نفس کا غرور اور عجب بڑھتا رہا
چند یوم کے بعد ایک عیسائی عورت پر فریفتہ ہوا اس کے کہنے پر اسلام کو چھوڑ دیا۔ اور اس کے خنزیروں
کے ریوڑ چرانے لگا۔ عشق نے ہر طرح ذلیل ورسوا کر دیا۔ سینہ سے تمام علم اور قرآن مجید اٹھوا دیا گیا۔

اس طرح حضورؐ نے بعض گناہوں کی خاصیت تبلادی کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہم اور غم میں مبتلا
کر دیتا ہے جس کے گناہ حد سے بڑھے ہوئے ہوں۔ بظاہر اس غم کے اسباب معلوم نہیں ہوتے مگر
یہ اندرونی فکر پریشانی اور بے چینی میں گھلتا رہتا ہے۔ اذا کثرت ذنوب العبد اوقعہ اللہ فی الھم۔
جب انسان کے گناہ زیادہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بعض گناہوں کے نتیجہ میں انسان رزق سے محروم ہوتا ہے اور بسا اوقات مال ودولت کی
فراوانی کے باوجود "معیشت ضنک" یعنی تنگی اور عسرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے۔۔۔
وان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ[۱] انسان بسا اوقات گناہ کے سبب اس رزق سے

---

[۱] مشکوٰۃ ج ۲ صـ ۴۱۹

محروم ہو جاتا ہے جو اسے پہنچنے والا ہو۔

بعض اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی قبولیت پاتے ہیں کہ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اور وہ عمل کفارۂ سئیات بن جاتا ہے۔ اور بعض اعمال اتنے برے کہ اسکی وجہ سے تمام حسنات اور نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ بے ادبی یہاں تک کہ اونچی آواز سے بولنے کا اثر بھی حبطِ اعمال ہو جاتا ہے یعنی اعمال غارت ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں حضور علیہ السلام نے تین چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ تینوں چیزیں آج بھی سب لوگ چاہتے ہیں۔ ۱۔ مال میں ترقی اور حلال کمائی میں اضافہ اور برکت ہو۔ ۲۔ عزت حاصل ہو جائے ۳۔ لوگوں میں سربلندی حاصل ہو ـــــ تو حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ صدقہ دینے کی وجہ سے مال میں ہرگز کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ اور برکت ہوتی ہے۔

صدقہ عربی میں صدق سے ہے۔ یعنی سچائی اور اس کا نام اسوجہ سے صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مال و دولت دینا دعوائے اسلام اور مسلمان ہونے کی صداقت کی دلیل ہے۔ جان کو قربان کرنا بسا اوقات آسان ہوتا ہے۔ مگر مال کی قربانی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ جان کے ساتھ مال کی قربانی وہی شخص کر سکتا ہے جو سچا مسلمان ہو ورنہ محض دعویٰ ہے ـــــ صدقہ انسان کی صداقت پر دلالت کرتا ہے اور وہی دے سکتا ہے جس کا توکل اعتماد اور بھروسہ ہو اللہ تعالیٰ پہ کہ وہی رزق کا کفیل ہے، وہی میرے مال کو بڑھائے گا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ صدقہ کی وجہ سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا جائے گا۔ آخرت میں ثواب زیادہ ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص قبر سے اٹھے گا تو اس کے سامنے جبل احد کے برابر نیکیوں کا پہاڑ آجائے گا۔ کہ یہ تمہاری نیکیاں ہیں۔ وہ دل میں حیران ہوگا کہ اتنی نیکی تو میں نے نہیں کی، یہ پہاڑ برابر نیکیاں کہاں سے آئیں۔ جواب میں فرمایا جائے گا کہ ایک کھجور جو حلال کمائی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تم نے اخلاص سے دی تھی، اسے اللہ تعالیٰ بڑھاتا رہا اور اب پہاڑ کی شکل میں تمہارے سامنے ہے۔ ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ کھجور برابر صدقہ کو خداوند تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پالتے ہیں جسطرح تم کسی گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جائے۔ [1]

سود | آجکل سود کا کاروبار کرنے والے اور کھانے والے سمجھتے ہیں کہ ہم بڑھ رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں۔ مگر درحقیقت مٹ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یمحق اللہ الربٰوا ویربی الصدقات۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

برطانیہ سودی کاروبار کا علمبردار ہے، ایک وقت برطانیہ پر ایسا تھا کہ اسکی سلطنت میں سورج

---

[1] مشکوٰۃ ج ۱ صـ۱۶۷ متفق علیہ

غروب نہیں ہوتا تھا۔ مگر سود کے نتیجہ میں وہ ایسا تباہ ہوا کہ آج وہ ایک جزیرہ میں سمٹ کر رہ گیا ہے۔ اس پر نزع کی حالت طاری ہے۔ یہی حال امریکہ کا ہو رہا ہے، ایک ویٹ نام میں کروڑوں اربوں روپے خرچ کر رہا ہے، سامانِ جنگ اور سرمایہ تباہ ہو رہا ہے۔ چیختا اور چلاتا ہے کہ کسی طرح پیچھا چھوٹ جائے بظاہر وہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس سرمایہ بہت ہے۔ مگر نتیجہ اس سودی سرمایہ کا اب بھگت رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حلیم ہیں پکڑتے ہیں مگر آہستہ آہستہ ۔۔۔ تو سود کا بالآخر انجام یہی ذلت اور خواری ہے، کوئی سودی لین دین بھی ہو تجربہ کر لیں، دس بیس سال ظاہری ترقی ہوگی، پھر در بدر دھکے کھائے گا اور بچے در بدر ٹکڑے کے لئے پھرتے رہیں گے اگر نیکی اور بدی کا نتیجہ دنیا میں اسی وقت ظاہر ہوتا تو یہ ابتلاء اور آزمائش کے خلاف ہوتا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ حکیم اور علیم ہیں، چاہتے ہیں کہ بندوں کا ایمان بالغیب رہے۔ اگر اعمال کا نتیجہ آج ہی ظاہر ہو تو ایمان بالغیب نہ رہے گا۔ خدا کی نظر تو لامتناہی ہے۔ ہم تو آج کا دن ہی دیکھتے ہیں۔ مگر خدا کے سامنے تو قبر کی طویل زندگی۔ پھر قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ پھر جنت اور دوزخ کی لامتناہی زندگی بھی ہے ۔۔۔ وانّ یوماً عند ربّک کالف سنۃٍ مما تعدّون۔ تمہارے گنتی کے ہزار سال اللہ کے نزدیک ایک یوم کے برابر ہیں۔

اگر دنیا میں باوجود گناہ کے ایک ہزار سال بھی راحت سے مل جائیں، تو گویا ایک دن کی راحت ہے، جو ابدی زندگی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ انسان کو نتائج اعمال بھگتانے کیلئے وسیع میدان اور طویل زندگی پڑی ہوئی ہے۔ یہاں ہزار سال بھی کوئی عیش و عشرت میں رہے تو خدا کے ہاں یہ ایک دن کے برابر بھی نہیں۔ تو سود کو خدا تعالیٰ مٹاتا اور نیکی کو اتنا بڑھاتا ہے کہ کھجور برابر نیکی پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔ اگرچہ دنیا دار العمل ہے، دار الجزاء نہیں۔ مگر پھر بھی صدقہ کا اثر دنیا میں ظاہر ہوگا کہ مال میں نقصان نہ ہوگا اور برکت و غنائے نفس اسے میسر ہوگا۔ تجربہ اس کا شاہد ہے ۔۔۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص قبر سے خالی ہاتھ، ننگے سر اور پاؤں اٹھایا جائے گا،[1] پھر خداوند تعالیٰ کے پاس پیش ہوگا، بیچ میں ترجمان ہوگا۔ نہ کوئی وکیل صفائی نہ کوئی ساتھی اور غمخوار جس کی وجہ سے رعب و ہیبت کم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ خود ہی حساب و کتاب فرمائے گا۔ یہ شخص ہر طرف دیکھے گا۔ دائیں بائیں سامنے پیچھے ہر طرف جہنم میں محصور ہوگا۔ یہ بے چارہ اب سوچے گا کہ کیا کیا جائے کوئی مددگار نہیں۔ اتنے میں جہنم کی آگ کے سامنے کھجور کا ایک ٹکڑا اس پر بن جائے گا، جو آگ کو اس سے چھونے بھی نہ دے گا۔ ایسے وقت کے لئے حضور اقدس ؐ فرماتے

---

[1] عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم محشورون حفاۃ عراۃ غرلاً۔ مشکوٰۃ ص ۴۸۳

ہیں: اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ۔ آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے کیوں نہ ہو۔
اس ارشاد کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر کسی مسلمان کا آدھی کھجور کے برابر بھی حق مارا ہے تو اگر اسے واپس کردو تو آگ سے بچ جاؤ گے۔ ورنہ آگ کیلئے تیار رہو۔ ہمارا نفس ہمیں جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ پکڑ کر آگ سے بچا رہے ہیں۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ اور تم جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کو آگ سے بچایا۔
حضور اقدسؐ کی شفقت و رأفت ہمارے اوپر حد سے زیادہ ہے، مگر وہ بھی فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دیگر امتوں کے اعمال وعبادات پیش ہونگے۔ کسی نے ہزاروں سال عبادت کی ہوگی، کسی نے بے شمار حج کئے ہوں گے کسی نے زندگی بھر جہاد کیا ہوگا، کہیں ایسا نہ ہو تم اس حال میں پیش ہو جاؤ کہ تمہاری گردنوں پر دوسروں کا اونٹ، گھوڑا، بھیڑ، کسی کی جان، کسی کی چادر کپڑا، کسی کا مال و دولت ہو اور پھر مجھے پکارو کہ یا رسول اللہ اغثنی ؎۔ اے اللہ کے رسول میری مدد کر۔ مگر میں اسوقت کہوں گا کہ میں کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ کیا میں نے نیکی اور بدی کے احکام تمہیں نہیں پہنچائے تھے۔ تمہارے پاس کتاب وسنت اور نیک لوگوں کے مواعظ ونصائح نہیں پہنچے تھے۔ کوئی کہے گا کہ اس نے چوری کی دوسرے کا فصل کاٹا، کسی کا حق مارا، تو یہ تمہاری رسوائی ہوگی دوسری امتوں کے سامنے، کہ وہ تو نیک اعمال اور کارنامے حضرت حق جل مجدہ کی بارگاہ میں پیش کریں اور تم بدکاریوں کے کارنامے ۔۔۔
قربان جائیے حضرت رابعہؒ بصریہ عدویہ سے دن رات میں ہزار رکعت نفل پڑھا کرتی تھیں۔ آجکل کی عورتیں فرض نماز نہیں پڑھتیں۔ کسی نے ان سے کہا کہ تو تو بڑی خوش قسمت ہے کہ جنت میں جائیگی، دن رات بندگی میں مشغول رہتی ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی مرضی ہے کہ جنت بھیجے یا دوزخ میں۔ عبادت اس وجہ سے نہیں کرتی۔ کہا کہ مجھے تو مذکورہ حدیث یاد آتی ہے۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ہماری وجہ سے پریشانی اور تکلیف نہ ہو، اور ان کی انتہائی عظمت پر دھبہ نہ لگے۔ بلکہ قیامت کے دن آواز ہو کہ حضور کی امت کی ایک عورت اور ایک روحانی بیٹی نے دن رات میں اتنی عبادت کی، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور روحانی عظمت اور بھی چمک اٹھے۔ چھوٹوں کی برائی پر بڑوں کو سخت صدمہ ہوتا ہے۔ واللہ العظیم ہماری برائیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔ پھر شفاعت کی امید کسطرح رکھیں، غرض صحابہؓ نے صدقات دینے میں ایک دوسرے پر سبقت لی۔ جو کچھ بھی طاقت ہوتی، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیتے

؎ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۲۹ عن ابی ہریرۃ الحدیث متفق علیہ۔

سے دریغ نہ کیا۔ بخاری شریف میں تفصیلات موجود ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات کے لئے چندہ دینے کا اعلان فرمایا تو حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جیسے تونگر حضرات ہزاروں دیدیتے اور کسی کے پاس کوڑی بھی نہ ہوتی تو صبح سے شام تک سامان کی ڈھلائی کرتے، مزدوری کر لیتے، شام کے وقت مزدوری میں جو چند کھجوریں مل گئیں وہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر جہاد کیلئے پیش کر دیں کہ جہاد کے لئے یہی قبول فرمالیں۔ بعض نے رات بھر ایک ایک کھجور پارہ پر ایک ایک ڈول نکالنے کی مزدوری کی اور صبح کی نماز میں حضور اقدسؐ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اپنی رات بھر کی کمائی پیش کر دی ــــــ

پھر اس انفاق فی سبیل اللہ اور ایثار کی برکت سے ایسا وقت آیا، کہ ان کے گھروں میں ایک ایک لاکھ پڑا رہا۔ امام بخاریؒ نے مال جہاد کی برکت پر مستقل باب باندھا ہے ــــــ حضرت زبیرؓ پہ ۲۲ لاکھ قرضہ تھا، قرض اتارنے کیلئے کچھ زمین بیچنی چاہی تو ۵ کروڑ ۹۰ لاکھ اسکی قیمت نکلی[۱] لوگ امانات رکھتے تو حضرت زبیرؓ حفاظت کے خیال سے اسے بطور قرض رکھ لیتے۔ حضرت زبیرؓ کا کام ہی جہاد کرنا تھا، تو صحابہؓ کی قربانیوں کا ثمرہ انہیں دنیا میں بھی ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فارس و روم کے خزانوں کی کنجیاں ہاتھ میں دی گئیں اور وہ خزانے بہت جلد حضور کی امت میں آئے۔

دوسری چیز حضور اقدسؐ نے یہ ارشاد فرمائی، کہ کسی کے زور و ظلم اور زیادتی کرنے پر عفو و درگزر کرنے سے بے عزتی نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ اسکی عزت بڑھا دیتے ہیں۔ کسی نے تم پر ظلم کیا، مارا پیٹا، گالی دی، بے ادبی کی، تم نے اسے معاف کر دیا ــــ ہمارے پٹھان کہتے ہیں کہ اس سے ناک کٹتی ہے۔ یہ پٹھانیت نہیں، جہنمیت ہے۔ کتا اگر کسی کو کاٹے اور یہ بھی اسے کاٹے تو کیا یہ عزت ہوگی یا ذلت۔ تم بندوں کو معاف کر دو خدا تمہیں معاف کر دے گا۔ اگر کسی کو معافی نہ دو تو خدا سے کیسے عفو کے طلبگار ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساء الیك۔ جو تم سے الگ رہنا چاہے تم اس سے صلہ رحمی کرو، ظالم کو معاف کرو، جو تم سے برائی کا سلوک کرے، تم اس سے بھلائی کرو۔

عفو کی برکت سے لوگوں اور دشمن کے دلوں میں بالآخر تمہاری عزت بیٹھ جائے گی، ان کی دشمنی دوستی میں بدل جائے گی، وہ خود زیادتی پر نادم اور شرمندہ ہو جائیں گے۔ تو عفو اور درگزر کی خاصیت بالآخر مقرر ہوتا ہے۔

تیسری چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ کسی نے اللہ کیلئے تواضع عاجزی اور مسکینی

---

[۱] تفصیل بخاری شریف ج ۲ ص ۴۴۱

اختیار نہیں کی۔ مگر اللہ تعالیٰ اسے رفعت اور سربلندی عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت دی حکومت دی، دولت دی، عہدہ عطا فرمایا تو تم اس وقت متکبر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفس کو نیچا کرو۔ عربی مقولہ ہے: الوضیع اذا ارتفع تکبر۔ کمینہ شخص جو اونچا ہو جاتا ہے تو متکبر ہوتا ہے۔ شریف جتنا بڑھتا ہے، اتنا ہی اپنے آپ کو کمتر سمجھنے لگتا ہے۔ جس نے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے اونچا کر دے گا۔ جس نے کہا "میں ہوں" تو ہندوستان میں کہا کرتے ہیں کہ "میں کے گلے چھری"۔ انانیت اور غرور کا انجام ہلاکت ہوتا ہے، جس نے غرور کیا، سمجھ لیں کہ وہ مٹے گا۔ محمود غزنویؒ کا غلام ایازؒ جسے سلطانؒ نے قدر و منزلت کی وجہ سے بڑا درجہ دیا تھا، کہا کرتا تھا کہ "ایاز قدر خود بشناس"۔ ایک دفعہ وزراء نے اعتراض کیا کہ بادشاہ سلامت ایاز کی کیوں اس قدر عزت فرماتے ہیں۔ محمود غزنویؒ نے کہا اس کا جواب ختم اجلاس پر دیا جاوے گا۔ اجلاس کے بعد ایاز اپنے کمرہ میں پہنچا اور شاہی خلعت اتار دیتا، قد آدم آئینہ سامنے رکھتا۔ اور پہلے وقت کے پھٹے پرانے کپڑوں کو پہن کر اپنے نفس کو خطاب کرنے لگتا کہ ایاز تو غرور میں نہ آنا۔ تم اس لباس میں غلامی کیا کرتے تھے۔ ایاز قدر خود بشناس۔ آج جو شاہی لباس پہنے ہو اور شاہی دربار میں تجھے قدر و منزلت حاصل ہے، یہ محض خداوند کریم کے کرم اور محمود غزنویؒ کی ذرہ نوازی ہے۔ ایاز اپنے آپ کو نہ بھولنا۔ محمود غزنویؒ مع وزراء دریچہ میں چھپ کر دیکھتے تھے۔ وزراء سے کہا کہ ایاز کے اس پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے میں اس کی قدر کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص پیشاب کے دو قطروں سے پیدا ہوا اور فی الحال نجاستوں کا حامل ہو، اور فی المآل جس کی انتہا یہ ہو کہ گل سڑ کر بدبودار ہو جائے، کیڑے اسے کھائیں وہ کیوں بڑائی کرنے لگے اور تکبر کیوں کرے۔ تو انسان کا یہ ابتداء و انجام ہے تو غرور کس چیز پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہر حال میں ضروری ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین اعمال پر چلنے کی توفیق دے اور ان کی برکات و اثرات سے ہمیں مالا مال کر دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

★ لوگوں کی نیکیوں کو ظاہر کرنا چاہئے، اور برائیوں سے چشم پوشی لازم ہے۔

★ خواہش پر غالب آنا فرشتوں کی صفت ہے۔ اور خواہش سے مغلوب ہونا چوپاؤں کی صفت ہے۔

★ بدخلقی نجاست باطنی کی دلیل ہے۔

★ نماز میں حضور قلب کی تدبیر یہ ہے کہ الفاظ کے معانی پر خیال رکھے۔

★ جو کام نبیؐ کے حکم کے خلاف ہو اگرچہ بشکل عبادت ہو، گناہ ہے۔

(امام غزالیؒ)